زاہد صدیق مغل*

اسلامی بینکاری: غلط سوال کا غلط جواب (۲)

۲) مجوزین کے نظریہ بینکاری کا جائزہ

اس مختصر وضاحت کے بعد ہم درج بالا نظریہ بینکنگ (جو درحقیقت مجوزین اسلامی بینکاری کا نظریہ بینکنگ بھی ہے) کا تنقیدی جائزہ پیش کرتے ہیں۔ بحث کو سادہ اور عام فہم رکھنے کے لیے حدامکان تک علم معاشیات کے ٹیکنکل مواد سے صرف نظر کرنے کی کوشش کی جائے گی، اسی لیے بہت سی دیگر تفصیلات کو نظر انداز کرتے ہوئے ہم درج بالا تصور بینکنگ کی دو خامیوں پر اکتفا کریں گے (۱۳)۔

۲.۱: نیوکلاسیکل نظریہ بینکنگ کی بنیادی خامیاں

نیوکلاسیکل مفکرین کا یہ اصول کہ 'بینک کو بچتوں سے زائد قرض فراہم نہیں کرنے چاہیے' ان مفروضوں پر مبنی ہے کہ (۱) چونکہ بینک کے قرضوں کا منبع لوگوں کی بچتیں ہوتی ہیں لہذا بچتوں کے بغیر بینک قرض نہیں دے سکتا، نیز (۲) اس کے قرضے بچتوں کے برابر ہو سکتے ہیں۔ ذیل میں ان دونوں دعووں کا جائزہ پیش کیا جاتا ہے۔

بینک کے قرض بچتوں کے برابر ہو سکنے کا دعویٰ

اس بینکاری نظام (جسے fractional reserve banking کہتے ہیں) میں بینکوں کے قرض اس کی بچتوں کے برابر ہونا ایک امر محال ہے۔ اس کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ بینک اپنے قرض لوگوں کی بچتوں سے نہیں دیتا بلکہ وہ 'بلا کسی عوض' (out of nothing) قرض دے کر تخلیق زر کا باعث بنتا ہے۔ (اس عمل کی مکمل تفصیل مضمون کے ضمیمے میں ملاحظہ کی جاسکتی ہے یہاں صرف خلاصہ بیان کیا گیا ہے) محض دو باتوں پر غور کر لینے سے یہ حقیقت عیاں ہو جاتی ہے:

اولاً ایک شخص مثلاً زید جب بینک میں اپنا اکاؤنٹ کھلواتا ہے تو وہ اپنی رقم (liquidity) خرچ کرنے سے دستبردار نہیں ہو جاتا بلکہ وہ 'کسی بھی وقت' اپنی 'جمع شدہ کل رقم کے برابر' قوت خرید استعمال کر سکتا ہے (چاہے یہ استعمال بذریعہ چیک ہو یا Debit کارڈ)۔

ثانیاً بینک جب کسی شخص مثلاً ناصر کو نیا قرض جاری کرتا ہے تو وہ زید کے اکاؤنٹ سے کوئی رقم منہا نہیں کرتا بلکہ ناصر کو 'نئی قوت خرید' دیتا ہے۔

---

* نیشنل یونی ورسٹی فاسٹ، کراچی۔ zahid_12feb@yahoo.com